سوال

(47) وصیت کی مقدار اور وقت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

وصیت کس وقت کی جائے ؟ کیا شریعت نے وصیت کے لئے مال کی کوئی حد مقرر کی ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وصیت ہمیشہ کی جاسکتی ہے ، جبکہ انسان کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو، وصیت کرنے میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ رسول ﷺ نے فرمایا :

''ما حق امرئ مسلم ، له شئ يريد أن يوصى فيه ، يبيت ليلتين ، إلا ووصيته مكتوبة عنده'' (صحيح البخاري)

''مسلمان آدمی جس چیز کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہو تو اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ دو راتیں بھی ایسی بسر کرے کہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔''

امام بخاری اور امام مسلمؒ نے اپنی اپنی ''صحیح'' میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کے پاس اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کے بارے میں وصیت کرنا ضروری ہو تو اسے جلدی کرنی چاہیے ، وصیت زیادہ سے زیادہ اپنے مال کے ایک تہائی حصے میں کی جاسکتی ہے اور اگر چوتھے یا پانچویں یا اس سے کم حصے میں کر دی جائے تو پھر بھی کوئی حرج نہیں لیکن زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ تک میں وصیت کی جاسکتی ہے جیسا کہ حضرت سعدؓ سے مروی حدیث میں ہے :

''الثلث والثلث كثير'' (صحيح البخاري)

''تیسرے حصے کی وصیت کرو اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔''

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر لوگ تیسرے کی بجائے چوتھے حصے کی وصیت کریں تو یہ زیادہ اچھا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''تیسرے حصے کی وصیت کرو اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پانچویں حصہ میں وصیت فرمائی تھی۔

لہٰذا تیسرے حصے کی بجائے چوتھے یا پانچویں حصے کی وصیت کرنا افضل ہے خصوصاً جبکہ مال بھی زیادہ ہو اور اگر ایک تہائی تک میں وصیت کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج3ص50

محدث فتویٰ